www.novelsclubb.com
اور تبدیلی گلے پڑ گئی
arts
از قلم ہمایوں ایوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

اور تبدیلی گلے پڑ گئی

از قلم

ہمایوں ایوب

www.novelsclubb.com

انتساب:

ثمرہ بخاری

نبیہ نقوی

رخ چوہدری

کے نام!

www.novelsclubb.com

جن کی چھپی ڈائجسٹ میں کہانیوں سے متاثر ہو کر

ہم نے اس کہانی کو قلم بند کرنے کی ادنٰی سی کوشش کی ہے۔

پہلی قسط:

وہ صبح ہمیشہ کی طرح اپنے ساتھ بے چینی اور افراتفری لے کر طلوع ہوئی تھی۔

ابا اور چھوٹے چاچا گھر پر ہی تھے اور صبح صبح انہیں وقت پر ناشتہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا تھا۔ یہ ذمہ داری گھر کی دونوں بھابھیاں خود سرانجام دیتی تھیں مگر... شاید بے بی آج معمول سے پہلے ہی تیار ہو چکی تھی، تبھی وہ بھی باورچی خانے میں گھسی ہوئی تھی۔

بے بی!

بڑی بنی ٹھنی نک سک سے تیار رہنے والی وہ عورت بے بی تھی جو خوش شکل، خوش مزاج اور جوش سے لبالب بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ بھرے بھرے متناسب جسم کی مالکن، لمبے گھنے بالوں میں لال گلاب کا پھول لگانے کی وجہ سے وہ بڑی منفرد معلوم ہوتی تھی اور سو عام عورتوں کے بیچ میں سے بھی بڑی آسانی سے پہچانی جا سکتی تھی۔ اسی اسٹائل کی وجہ سے وہ پورے خاندان میں ایک الگ ہی فین فالوئنگ رکھتی تھی۔

"بڑی بھابھی!" صفورا بیگم کو پراٹھے پر رج رج کر مکھن لگاتے دیکھ بے بی بولی۔ "ناشاد بھائی کو مکھن وغیرہ سے پرہیز کروایا کریں۔" سنتے ہی صفورا بیگم نے منہ بنایا۔

"بے بی! جیسے تم جانتی نہیں اپنے بھائی کو... سوکھا پراٹھا ان کے گلے سے اترتا کہاں ہے؟"

"آپ دوسرا پراٹھا لگائیں... میں خود ان کو پیش کروں گی۔" صفورا بیگم نے فوراً تعمیل کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''شکر ہے یہ (شاہزاد صاحب) مکھن وغیرہ کھاتے ہی نہیں، تبھی تو ماشاءاللہ تندرست ہیں۔'' خالدہ بیگم نے آملیٹ کو پین پر پلٹتے کہا۔

''ظاہر ہے چھوٹی بھابھی... شاہزاد بھائی کو بھی میں نے سمجھا سمجھا کر ان چیزوں سے باز کیا ہے۔'' بے بی نے آملیٹ کو جھانک کر دیکھتے کہا۔

''ویسے تم یہاں کیا کر رہی ہو...'' صفورا بیگم نے توے پر پراٹھا پلٹتے ہوئے ایک نظر بے بی کو دیکھا جو کالج جانے کیلئے تیار لگ رہی تھی۔

عموماً وہ دیر سے تیار ہوتی تھی، مگر آج وقت سے پہلے نہ صرف تیار تھی، بلکہ عجلت میں بھی لگ رہی تھی۔ پھر وہ لڑکیوں کے پاس بھی نہ تھی جو قابل حیرت بات تھی۔ ''...اور وہ تینوں لڑکیاں کدھر ہیں؟''

''ان تینوں کا تو نام ہی نہ لیں...'' بے بی نے منہ بگاڑا۔ ''پتا نہیں کسی اینگل سے وہ آپ لوگوں کو لڑکیاں لگتی ہیں۔ لڑکیوں والی تو کوئی بات ہی نہیں ہیں تینوں میں... اب دیکھو تو... کالج میں مینا بازار لگا ہے... ہفتے سے کالج کی لڑکیاں اس کی تیاریاں جوش و خروش سے کر رہیں تھیں... مگر آپ نے ان کے منہ سے مینا بازار

www.novelsclubb.com

کا نام بھی سنا؟'' بے بی نے بتایا تو دونوں بھابھیاں اپنے کام چھوڑ، اٹپٹا کر بے بی کو دیکھتے فکر مند لگیں۔

''دیکھا... یہی حرکتیں رہیں ناں تو ہوں گئیں یہ اپنے گھروں کی۔'' بڑی بھابھی کو تو ہمیشہ ہی ان کے رشتوں کی فکر رہتی تھی۔

''کہیں نہیں جا رہیں تینوں... ساری عمر ہمارے سینوں پہ مونگ دلنے کیلئے بیٹھیں رہیں گی... دیکھئے گا۔'' خالدہ بیگم بھی چڑی تھی۔

''یہ تو ہمیشہ کا ہی ہے... مگر لاڈلیوں کی بات تو سنیں... کہتی ہیں... 'ہم وہاں جا کر کیا کریں گیں؟'... جیسے مینا بازار تو لڑکوں کیلئے لگتا ہے ناں۔'' بے بی دانت پیستے بولی۔

''مہربانی کرو... ان کو مینا بازار لے کر جاؤ...!'' صفورا بیگم کے ہاتھ میں کفگیر تھا۔ اسی سمیت ہاتھ جڑ کر انہوں نے بے بسی سے بے بی کو کہا تھا۔''... لڑکیوں والی حرکتیں کرتی ہیں تو ذرا دلاسہ رہتا ہے کہ وہ واقعی لڑکیاں ہیں۔''

www.novelsclubb.com

"...مگر مجھے پتا ہے مسئلہ کیا ہے۔" خالدہ بیگم بھی دور اندیش عورت تھی۔ فوراً بے بی کے چڑنے کی وجہ سمجھ گئی تھی۔ "...ہمیشہ کی طرح ان کے پاس پہننے کو کچھ نہیں ہو گا۔"

بے بی نے اپنے تاثرات بگاڑے۔ "ان کی پہننے کی فکر نہ کریں...ان کے پاس پہننے کو بہت کچھ ہوتا ہے...ہاں البتہ وہ پہننے کیلئے ڈھنگ کا نہیں ہوتا۔" دونوں بھابھیاں مایوس ہوئیں۔

"پتا نہیں کب عقل آئے گی ان تینوں کو..." بڑی بھابھی بڑبڑائیں۔

"ناشتہ لگ رہا ہے یا باہر سے کریں؟" باہر سے آواز آئی۔

"آ رہا ہے بھائی...بیٹھ جائیں۔" بے بی نے جلدی سے کہا تھا۔

"ان کو تو بس کھانے پینے سے مطلب ہے۔" صفورا بیگم پراٹھا توے سے اتارتے ہوئے بڑبڑائیں۔ "...اس گھر کے بس لڑکے ہی سدھرے...اور ہم تین عورتیں۔ باقی مرد اور لڑکیاں تو نہ تین میں 'نہ تیرہ میں۔"

"اس بات پہ تو میں سو فیصد اتفاق کرتی ہوں۔" خالدہ بیگم نے ناشتہ سیٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتے ہوئے کہا تھا۔

☆...☆...☆

خاندان کی وہ تینوں ہی لڑکیاں بقول اشعر، 'بے وقوف...'

بقول سائر 'بد سلیقہ...'

اور بقول مائر 'پھوہڑ' تھیں،

تو خاندان کی عورتوں نے بھی انہیں الگ الگ القابات سے نواز رکھا تھا۔

بڑی بھابھی کے بقول... 'نہ پہننے اوڑھنے کا سلیقہ ہے، نہ بننے سنورنے سے دل چسپی ہے۔'

تو بقول چھوٹی بھابھی کے... 'غریبوں کی ہمدرد اور گلی کے کتوں کی اَن داتا...'

گھر کا بچا کچھا کھانا، فارغ پڑا دیکھتیں تو گلی کے کتوں کو دے آتیں...

...وہ تو بعد میں پتا چلتا کہ وہ کھانا آبا کا تھا... یا اشعر کا تھا... پر وہ نہ دیکھتی نہ پوچھنے کی ضرورت سمجھتی اور نہ بتانے کی زحمت فرماتی... سیدھا کتوں کو دے آتی،

پھر جب کوئی کھانا مانگتا تو سارا گھر گویا آسمان پر اٹھ جاتا۔ ایسا ہنگامہ برپا ہوتا کہ وہ توبہ توبہ کرتی اوپر چھت پہ بھاگ جاتی مگر پھر بھی باز نہ آتیں۔

بقول بے بی... 'آئے ہائے کیا کھالیا تھا ان تینوں کے وقت جو ایسی نکمیاں پھوہڑ اور بے وقوف لڑکیاں پیدا ہوئیں...؟'

دروازہ کھٹکتے ہی سب کے منہ سے بے ساختہ نکلتا۔

"اللہ خیر کرے بس مہمان نہ ہوں!"... پر آنے والے کو کون روک سکتا تھا؟ مہمانوں کے سامنے ایسی حرکتیں کر بیٹھتیں کہ میزبان منہ چھپاتے پھرتے۔

مہمان کا آنا... مطلب کپوں، گلاسوں، پلیٹوں کا ٹوٹنا۔ ہاں دودھ کا گرنا بھی لازم و ملزوم تھا۔

کل ہی دری پانی کی دیگچی بھر کر لا رہی تھی کہ چار بجے واٹر سپلائی کا پانی آتا تھا جو پینے اور کھانے کیلئے استعمال ہوتا تھا... جس کو نہانا ہوتا تو وہ نہا بھی لیتا۔ ویسے تو موٹر لگا ہوا تھا پر جر کے پانی سے واٹر سپلائی کا پانی زیادہ اچھا تھا کہ جس سے ٹینکی بھر دی جاتی تھی، باقی ضرورت کیلئے جر کا پانی استعمال ہوتا تھا۔ دری روز کی طرح

دونوں لڑکیوں کے ساتھ ریس لگا کر کچن کا ڈرم بھر رہی تھی کہ دری کا پیر پھسلا اور وہ محترمہ زمین بوس ہوئی۔

نیوٹن کے تجربے کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر چیز 'کشش ثقل' کی وجہ سے زمین پر ہی آکر گرتی ہے...پر دیگچی پر شاید کشش ثقل نے کام نہ کیا، تبھی وہ اڑتی ہوئی اوطاق سے باہر نکلتے چھوٹے چاچا پر گر کر...ان کو بھگو تو گئی...پر حد تو یہ ہوئی کہ وہ دیگچی ان کے بڑے سے سر میں پھنس گئی، اور چھوٹے چاچا بوکھلا کر ایک طرف آتے آتے مڑے اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑے۔

ایک تو دری کی چیخیں...اور دوسری طرف چھوٹے چاچا کے گرنے کا دھماکہ...

ایسی ہڑبونگ مچی کہ اوطاق میں بیٹھے مہمان جن سے عورتیں پردہ کرتیں تھیں، وہ بھی بھاگے آئے اور چاچا کے سر میں پھنسی دیگچی نکالنے میں مدد کرنے لگے۔

دری الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر...، اپنا چھلا ہوا گھٹنا نکالے ریں ریں کر

رہی تھی تو بے بی، بڑی بھابھی اور چھوٹی بھابھی سر پیٹتے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہیں تھیں۔

وہ تو شکر ہوا کہ چھوٹے چاچا کے سر سے گھما پھرا کے دیگچی جیسے تیسے نکل ہی آئی ورنہ آری منگوانی پڑ جاتی۔

دیگچی سے مکھڑا کیا بر آمد ہوا...؟

سرخ آنکھیں جھاگ اڑاتے منہ کو دیکھ کر دری اپنا درد بھلا کر اپنے کمرے میں بھاگی۔

یقیناً چھوٹے چاچا اسے کچا چبا جاتے۔

مگر... صرف یہ نہیں تھا۔

کل کی ہی بات تھی کہ جب روحی بیگم نے آئیں مہمان خواتین کیلئے ٹرے سجائی تھی۔ کپ، کیٹلی، بسکٹ، نمکو... ٹرے میں سجائے... بے بی کے لاکھ سمجھانے کی وجہ سے وہ بڑے دھیان سے ایک ایک قدم اٹھاتی... مہمانوں کی طرف چلی جا رہی تھی، مگر کچھ فاصلے پہ کچن کا فرش جو تھوڑا سا اوپر کی طرف اٹھا ہوا

www.novelsclubb.com

تھا... اصولاً تو روحی کو ایک قدم اوپر رکھنا تھا مگر وہ اپنے دھیان میں سیدھا چلی گئی تو سامنے سے اونچے فرش نے اسے آگے جانے سے روک لیا اور وہ دھڑام نیچے گری۔

شور پہ سب بھاگتے باہر آئے۔

وہ سب کو سمجھا سمجھا کے تھک گئی کہ میرا اس میں کوئی قصور نہیں... اس فرش نے دھوکہ دیا...

پر اس کی کون سنتا...؟

لہذا وہ روہانسی ہو کر... 'میں نہیں کھیل رہی'... کہتی واک آؤٹ کر گئی۔

پھر چھوٹی بھابھی کو ڈبل کام کرنا پڑ گیا اور مسلسل بول بول کر بولنے کا نیا ریکارڈ اپنے نام کروایا۔ انہیں کام سے ویسے ہی چڑ تھی... اوپر سے اپنی بیٹی کی وجہ سے مزید کام کرنا پڑ گیا تھا۔ سارا فرش دھویا، وائپر لگایا، چائے بنائی، پھر بسکٹ سموسے باہر سے منگوانے پڑے جبکہ مٹھی نے پیشکش بھی کی تھی کہ... "چائے میں بنا لوں؟" پر چھوٹی بھابھی نے ہاتھ جوڑ کر ایسے جتایا کہ مٹھی کو سر پیر سمیت

یہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔

☆...☆...☆

"ٹرن ٹرن ٹرن"

فون کی گھنٹی کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

دادو شہر میں جہاں سب کے پاس موبائل کی سہولت پہنچ چکی تھی...

جہاں پی ٹی سی ایل کی تاریں ہی زمین میں کہیں دفن ہو گئیں تھیں...

ڈائریوں سے ٹیلی فون کے نمبرز ہی گم ہو گئے تھے...

وہیں پر اِس گھر کا رواج ہی الگ تھا۔ چاہے آندھی آئے، چاہے طوفان... ٹیلی فون ازل سے موجود تھا، موجود ہے... اور شاید رہے گا۔ ایسا نہیں تھا کہ یہاں موبائل نہیں تھے... مگر پھر بھی فون ضروری تھا... ضرورت کیلئے۔

"کم بخت ایک یہ اللہ مارا فون... جب بجتا نہیں تو مہینوں نہیں بجتا... اور جب بجتا ہے تو بجتا ہی چلا جاتا ہے۔"

برآمدے میں رکھے تخت پر بیٹھی صفورا بیگم دوپہر کیلئے سبزی چھیلتی تپتی

www.novelsclubb.com

دھوپ کی طرح تپتی، دور پڑے اس بابائے آدم کے زمانے کے فون کو دیکھتے بڑبڑائی۔

اس وقت گھر پہ کوئی بھی نہیں ہوتا تھا، کیونکہ مرد حضرات اور لڑکے اپنے کاموں پہ نکل جاتے تھے اور بے بی اور لڑکیاں کالج کا منہ دیکھنے گئی ہوتیں تھیں... تو گھر میں بس دونوں بھابھیاں ہی ہوتی تھیں۔ وہ دونوں صبح کا سارا کام نبٹاتے ہوئے اچھا خاصا بیزار ہو جاتیں تھیں۔ پھر دوپہر کے کھانے کی تیاریاں شروع کرنے تک وہ دونوں چڑ چکیں ہوتیں تھیں... پھر شام کو بے بی اور ان تینوں لڑکیوں کے کام شروع ہوتے تھے۔

آج اس فون نے الگ ہی تپا دیا تھا۔ خالدہ بیگم نہانے گئی تھی لہٰذا صفورا بیگم کو ہی فون اٹھانا تھا، تبھی فون اٹھاتے ہی تقریباً چیخی۔ ''کون ہے؟'' گویا وہ منہ نوچنے پر آ گئی تھی۔

''السلام علیکم خالہ جان!'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وعلیکم السلام!'' اب کے انہوں نے قدرے دھیمے انداز میں کہا۔

"خالہ میں عباد بول رہا ہوں۔" مؤدبانہ انداز میں وہاں سے کہا گیا۔

"ہاں ہاں عباد کیسے ہو بیٹا؟" وہ جلدی سے بولیں۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہوں.. اللہ کا شکر... آپ ٹھیک ہیں...؟ باقی سب کیسے ہیں...؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

ادھر ادھر کی چند باتوں کے بعد اس نے اطلاع دی کہ مٹیاری میں، عید کے بعد والے ہفتے میں اس کی بہن کی شادی ہے۔ لہٰذا اس نے سب کو شادی میں آنے کی دعوت دی تھی۔

"آئے ہائے یہ کیا طریقہ ہوا کہ فون پہ دعوت دے دی اور کارڈ تک نہیں بجھوایا... بلکہ کہا کہ شادی کا کارڈ فرجاد کو واٹس اپ کر دیا ہے۔" خالدہ بیگم کو باتھ روم سے نکلتا دیکھ صفورا بھی تیزی سے بڑبڑائیں۔ "ادب لحاظ تو جیسے آج کی نسل سے چلا ہی گیا ہے۔"

خالدہ بیگم چونک کر انہیں دیکھ کر پوچھنے لگی۔ "کیا ہوا بھا جائی...؟" تولیے سے اپنے بال پوچھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔ "کس کی شادی کا ذکرِ خیر چل رہا ہے؟"

”عباد کی بہن ہے ناں سجل ! اس کی شادی ہے... اسی سلسلے میں عباد کا فون آیا تھا۔“ وہ تخت پہ بیٹھ کر واپس سبزی چھیلنے لگی۔

”چلو شکر ہے... کچھ تو کاموں سے آرام ملے گا... بیٹھ کر... کھا پی کر آئیں گے۔“

ان کو شادی میں جانے سے زیادہ کاموں سے چھٹکارا ملنے کی خوشی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

ہلکی ہلکی دھوپ میں سرد ہواؤں کا سلسلہ جاری تھا۔

چنگ چی رکشے سے اتر کر وہ چاروں کالج کا آہنی دروازہ عبور کر کے جب اندر آئیں تو ان کے ایک طرف اسٹیج دکھائی دیا تھا۔ اسٹیج کے سامنے بہت ساری کرسیاں سیٹ کی گئیں تھیں۔ اسپیکر اور کیمرے والے بھی کھڑے دکھائی دیتے تھے۔ کرسیوں کے آس پاس اسٹالز بھی لگائے گئے تھے جس میں لڑکیوں کی دلچسپی کا بے تحاشا سامان وغیرہ پڑا تھا، جو لڑکیوں کے رش سے کچا کچ بھرا ہوا بھی محسوس ہوتا تھا... مگر بے بی کے ساتھ آئی تینوں لڑکیاں چونکہ عام لڑکیاں نہ تھیں... اس

لئے ان کے لئے یہاں ایسا کچھ نہ تھا جو ان کیلیئے دلچسپی کا ہو' تو وہ منہ بنا کر بے بی کو دیکھنے لگیں۔

"ہم ادھر آکر کیا کریں گے...؟" دری نے اس بار یہ سوال کرنے کی ذمہ داری نبھائی تھی۔

"وہاں کپڑے ہیں... جیولری ہے... جاؤ دیکھو پسند کرو... خریدو... پیسے تو ہیں تم لوگوں کے پاس۔" بے بی نے ان کو مشورہ دیا مگر وہ تو اپنے پہلے سے ہی بنے ہوئے منہ مزید برے بنانے لگیں۔

"بے بی! ہمیں نہیں دیکھنے کپڑے وپڑے..." مٹھی نے مخالفت کی۔ بے بی نے گھور کر دیکھا۔

"جو دل کرے... کرو بس کوئی حرکت مت کرنا اور ہاں... چاٹ واٹ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔" بے بی نے بگڑ کر تنبیہہ کی مگر ان تینوں کے کان انٹینا کی طرح کھڑے ہوئے۔

"چاٹ کدھر ہے...؟" روحی کے منہ میں نام سنتے ہی پانی کا سیلاب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

"وہ رہی... وہ رہی..." دری نے دیکھتے ہی اس طرف دوڑ لگادی۔

"رکو تو..." مٹھی کے بعد روحی بھی پیچھے ہولی۔

"گر ورامت جانا۔" بے بی ان کو روکتی ہی رہ گئی مگر وہ تینوں بے قابو سانڈوں کی طرح یہ جاوہ جا...

☆...☆...☆

"ویسے سجل کون سی تھی...؟ وہ جو چھوٹے قد کی موٹی سی لڑکی تھی... یا وہ جو بڑے قد کی پتلی سی لڑکی تھی۔" خالدہ بیگم نے یاد کرتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"اللہ جانے کون سی تھی... پر جو بھی ہے... شادی سجل کی ہو رہی ہے۔" صفورا بیگم کو خود یاد نہ تھا۔ ناشاد صاحب سنتے ہوئے بولے۔

"پر سجل تو چھوٹی ہے ناں۔ پھر چھوٹی کی شادی پہلے کیوں ہو رہی ہے؟"

"نہیں بھائی صاحب! امل چھوٹی ہے..." شاہزاد صاحب نے تصحیح کرنا چاہا مگر خالدہ بیگم پھر الجھ پڑیں۔

”شاید آپ بھول رہے ہیں کہ وہ دونوں لڑکیاں جب پہلی بار یہاں آئیں تھیں تب بڑی، چھوٹی بنی تھی اور چھوٹی بڑی بنی تھی۔“ وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے بولیں۔ ”میرا خیال ہے امل واقعی بڑی تھی۔ واقعی کچھ تو گڑبڑ ہے جو پہلے سجل یعنی چھوٹی کی شادی کروا رہے ہیں۔“

”اوہو!“ صفورا بیگم نے سر پکڑ لیا۔ ”یہ ٹھیک ہے کہ پچھلی بار جب وہ دونوں یہاں آئیں تھیں، تب وہ دونوں اپنا نام ادل بدل کر آئیں تھیں مگر مجھے یہ پکا یاد ہے کہ سجل بڑی بہن تھی... اور امل چھوٹی۔“

”اففف او!“ ناشاد صاحب کا سر چکرانے لگا۔ ”تم نے عباد کے منہ سے کس کا ذکر سنا تھا؟“

”سجل کا۔“ صفورا بیگم کو اس بات پہ تو کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

”یعنی یہ تو پکا ہے کہ شادی سجل کی ہے۔“ شاہزاد صاحب نے درمیان میں کہا۔

”پر مسئلہ تو یہی ہے کہ سجل بڑی بہن ہے یا چھوٹی...؟“ خالدہ بیگم کی سوئی

www.novelsclubb.com

ابھی تک وہیں اٹکی تھی۔

''ہمیں کیا کرنا ہے کہ وہ بڑی ہے کہ چھوٹی۔'' شاہزاد صاحب گرج کر بولے تو خالدہ بیگم نے گھور کر ان کو دیکھا۔

''اب تم دونوں تو بس کرو۔'' ناشاد صاحب نے گھمبیر حالات دیکھتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو خبردار کیا۔

اسی گھر کے باہر والی تنگ گلی میں بے بی غصے سے آگے آگے چل رہی تھی، جبکہ اس کے پیچھے وہ تینوں لڑکیاں مرے ہوئے قدموں کے ساتھ آرہیں تھیں۔ وہ گرے آہنی دروازہ بس تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔

''پھر چلنے کی تیاری کرنی ہے...؟'' صفورا بیگم نے جیسے ناشاد صاحب سے اجازت طلب کرنے کیلئے پوچھا تھا۔

''ظاہر ہے چلنا ہے۔'' ناشاد صاحب نے ہشاش بشاش انداز میں کہا۔ ''اور نا جانے کا تو کوئی جواز ہی نہیں، کیونکہ وحید بھائی آخر ہمارے بھی کچھ لگتے ہیں۔''

دروازہ کھول کر آتی بے بی کے کان میں جب وحید کا نام پڑا تو اس کے پیر من

www.novelsclubb.com

و مٹی میں دفن ہو گئے تھے۔ وہ جو غصے سے پھٹنے کو تیار کھڑی تھی... اچانک وحید کے نام پہ گویا مجسمہ ہی بن گئی۔ صفورا بیگم کچھ کہتے کہتے رکی۔ ان کی نظر فوراً ہی بےبی کی طرف اٹھی تھی جو غصے سے بھری ہوئی معلوم ہوئی تھی۔

اچانک ہی ان کو بڑی مصیبت اپنی طرف آتی محسوس ہوئی۔ ماضی میں جو کچھ ہو چکا تھا، اس کو مدِ نظر رکھ کر وہ سب بےبی کے سامنے وحید صاحب کا نام لینے سے اجتناب ہی کرتے تھے۔ مگر کب تک...؟

صفورا بیگم کے رنگ اڑے دیکھ وہ سب دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بےبی کے عقب سے وہ تینوں لڑکیاں بمع عبایہ (نقاب سمیت) نکلیں اور بےبی کے ساتھ کھڑیں ہو گئیں۔ محاورتاً ہی نہیں، حقیقتاً وہ تینوں بےبی کی دم چھلا تھیں۔

"ارے بےبی... تم لوگ اتنا جلدی آ گئے...؟" خالدہ بیگم نے گڑبڑاتے ہوئے وہیں سے پوچھا تھا۔

ان تینوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کو ہمدردی سے دیکھا تھا۔ بےبی نے

بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"شکر کریں ہم عزت سے نکل آئے... نہیں تو لوگ ہمیں دھکے دے کر نکالتے۔"

"آئے ہائے ایسا کیا ہو گیا...؟" صفورا بیگم نے بے پر کی ہانکی تھی۔"...اور تم تینوں یہاں کس سے پردہ کر رہی ہو جو نقاب تک کر رکھا ہے...؟"

"ان تینوں نے مجھے کالج میں کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا ہے۔

"بے بی نے ان کو انگشت نگاہوں سے سر تا پاء دیکھا۔

"پھر تو... اصولاً بے بی تمہیں اپنا منہ چھپانا چاہیئے۔" خالدہ بیگم نے یہ بات کر کے سمجھداری کا ثبوت دیا تھا۔

"ان کے بھی ایسے کوئی کارنامے نہیں ہیں جو یہ منہ نکال کر دنیا میں گھوم سکیں۔" بے بی ایک کرسی پہ جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں ویسی ہی کھڑیں تھیں۔

"اب کیا کر دیا ہے ان بے وقوفوں نے؟" ناشاد بھی ان لڑکیوں کے روزروز

www.novelsclubb.com

کے کارناموں سے تنگ تھے۔

"مینا بازار لے کر گئی تھی... وہاں سب کچھ مچھلی بازار بنا دیا۔" بے بی نے بے بسی سے گھر کے چاروں بڑوں کو دیکھا تھا۔

☆...☆...☆

روزمرہ کی زندگی میں آپ نے بہت سارے ایسے لوگ دیکھے ہوں گے، جنہیں دیکھتے ہی آپ 'پاگل' ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں۔ وہ تینوں لڑکیاں بھی پاگل نہیں تھیں... مگر سب ان کو پاگل سمجھتے تھے، اور ہر پاگل کی طرح وہ بھی نہیں مانتی تھیں کہ وہ پاگل ہیں... الٹا وہ ان سب کو پاگل سمجھتی تھیں جو ان کو پاگل کہتا تھا۔ اور ان لوگوں پر بھی یہ بات بہت اچھی طرح لاگو ہوتی تھی کہ ہر پاگل خود کو پاگل سمجھتا ہے کیا...؟

وہ تینوں ایک ساتھ چنے اور آلو سے بھرے گول گپوں کو املی والے پانی میں ڈبونے کے بعد جیسے ہی اپنا بڑا سا منہ کھولنے کا ارادہ کر رہی تھیں کہ... تبھی مس رخشندہ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھتے ہی انہوں نے جلدی سے اس گول گپے کو

منہ میں رکھا اور زبردستی کھانے لگیں۔

مس رخشندہ سمیت بہت ساری ٹیچرز تمام لڑکیوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے آوازیں دے رہیں تھیں، کہ مہمانِ خصوصی آچکے تھے، اور ان کو کرسیوں پہ رش دکھانا فی الحال ضروری تھا۔ جلد یا بدیر... میڈم مشرف اسٹیج پہ کھڑے ہو کر اپنی تقریر کرنے والی تھی، جس کو سننا کم از کم ان تینوں کے بس کی بات نہ تھی۔ پیسے چونکہ دری کو دینے تھے (کہ مٹھی نے چاٹ اور روحی نے قلفی کے پیسے پہلے ہی بھر دیئے تھے...)، وہ دونوں موقع دیکھتے ہی غائب ہوئیں مگر دری پکڑی گئی۔

مس رخشندہ نے گھور کر دری کو دیکھتے کہا۔ "سارا دن تو کھاتی رہتی ہو... آج نہ کھاؤ گی تو کوئی زلزلہ نہیں آجائے۔ آؤ کرسیوں پہ بیٹھ جاؤ۔" وہ تو دری کو دیکھتے ہی پھٹ پڑیں تھیں۔ دری ناچار کرسیوں کی طرف مرے قدموں کے ساتھ آنے لگی۔

وہیں مٹھی اور روحی اندھا دھن نا جانے کس طرف بھاگے جا رہیں تھیں۔

ساری ٹیچرز، لڑکیوں کو پکڑ پکڑ کر کرسیوں پر بٹھانے میں مصروف تھیں۔

میڈم مشرف اسٹیج پہ چڑھ کر تقریر شروع کر رہیں تھیں۔ مہمانِ خصوصی کا ذکر خیر نکلا تھا اور اس کی تعریفوں کے پل ابھی تعمیر ہی کئے جا رہے تھے کہ قالین سے نکلے ہوئے وہ کیمرے اور اسپیکرز کے تار... ظالم سماج بن کر روحی کے پیروں سے لپٹ گئے۔

ان تاروں نے اس کے پیروں کو آگے بڑھنے سے روک تو دیا، مگر اس کا اگلا دھڑ آگے کو جھٹکا کھاتے ہوئے کیمرے کو لگا اور کیمرہ سیدھا جا کر ڈائس سے لگا... اور ڈائس اسٹیج پہ گرا... اور اسٹیج ٹوٹ کر زمین بوس ہوا... اور تابوت میں آخری کیل وہ شامیانہ تھا جس کے نیچے اسکول کا سارا اعملہ بشمول مہمانِ خصوصی زندہ در گور ہوئے تھے۔

لمحوں میں وہ مینا بازار... خاک ہو گیا تھا۔

کسی کو سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا۔

بس ایک بے بی تھی جو پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت سے پہلے ہی ان تینوں کو ڈھونڈ ڈھانڈ کے، کھینچتی کھچاتی یہاں سے لے کر رفو چکر ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

"اس گھر کو تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔"

صفورا بیگم نے ہمیشہ کی طرح تبدیلی کا نعرہ بلند کیا۔

"اور تبدیلی سے آج تک بھلا کس کا ہوا ہے؟" لچ افزائی کرتے ہوئے مٹھی نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔

"الٹا تبدیلی سے ان کا بیڑا ہی غرق ہوا ہے۔" دری نے بے پر کی ہانپتے کہا۔

"تبدیلی... ذہنی سکون کیلئے اچھی ہوتی ہے۔اس لئے ناشاد صاحب نے وحید صاحب کی دعوت میں چلنے کا فرمان جاری کر دیا ہے۔"صفورا بیگم نے بتایا۔

"پر ہم دعوت میں جا کر کیا کریں گے؟" یہ سوال تو ان تینوں میں سے کسی نہ کسی کی زبان سے ادا تو ہوتا ہی ہوتا تھا۔

"جو لڑکیاں دعوت پہ کرتی ہیں... سجتی ہیں، سنورتی ہیں، ہنستی ہیں، ناچتی ہیں۔" خالدہ بیگم کا بھی ہمیشہ والا ریڈیو چل پڑا تھا۔

"چھوٹی بھابھی... آپ کو کتنی بار بتانا پڑے گا کہ ہمیں نہ سجنا سنورنا آتا

ہے...نہ ناچنا آتا ہے...'' مٹھی نے جتایا۔

''...اور ہنستے ہوئے تو ہم آپ لوگوں کو ویسے ہی بری لگتی ہیں... تو رہنے دیں بے بی کے ساتھ ہم یہیں رہیں گے۔'' دری نے ایک نیا ہی پینترا پھینکا۔

''یہ آئیڈیا بہت اچھا ہے کہ تم لوگوں کو مٹیاری لے کر ہی نہ جایا جائے... کیونکہ تم لوگوں کے افعال اس قابل ہی نہیں کہ تم لوگوں کو باقی لوگوں سے متعارف بھی کروایا جائے۔'' جلی کٹی سنانے میں اماؤں نے بھی پی ایچ ڈی کر رکھی ہوتی ہے۔ بیٹی کی بات پہ صفورا بیگم ہی بولیں تھیں۔

''پر بے بی کو یہاں اکیلا بھی نہیں چھوڑ کر جا سکتے۔'' خالدہ نے پریشانی سے کہا تھا۔

''اور پھر جو ماضی میں ہوا تھا...اس کے بعد بے بی ایک بار پھر ان لوگوں کو کیسے Face کر سکتی ہے...؟'' صفورا بیگم نے بھی پریشانی سے سر کھجاتے کہا۔''دو عزیز ہستوں نے اس کے ساتھ فریب کیا تھا۔ وہ وہاں جا بھی کیسے سکتی ہے؟''

''ایسا بھی کیا ہوا تھا بڑی بھابھی؟'' روحی نے صفورا بیگم سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

”تم لوگ کیا ادھر کان لگا کر ہماری باتیں سن رہی ہو؟ چلو جاؤ... اپنے اپنے کام کرو۔“ ڈپٹ کر خالدہ بیگم نے اپنی بیٹی سے کہا۔

”بے بی یقیناً نہیں جائے گی تو یہ بات میری لکھ کر رکھ لو۔ ہم بھی نہیں جا سکیں گے۔“ مٹھی نے روحی اور دری کو تسلی دینے کیلئے کہا تھا۔

وہ تینوں منہ بناتے ہوئے اٹھتی، یہاں سے غائب ہوئیں۔

☆...☆...☆

شام ڈھل رہی تھی، دن بھر شدید گرمی کے بعد کرنوں کی تمازت بکھیرتا سورج، تھکا ماندہ سا افق کے اس پار غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔ گلابی شاموں کا اپنا ہی حسن ہوتا ہے۔ ماحول کی خنکی خود بخود ہی چاروں طرف خوشبو کی طرح بکھر جاتی ہے اور پھر خوامخواہ ہی اداس ہونے کو جی چاہتا ہے۔

اور اداسی میں تو دل چاہتا ہے۔

چپ چاپ پڑے سوچتے رہو۔

کچھ سوچتے رہو... کیا...؟ اس کی خود کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خاموش رہنا اچھا لگتا ہے، مگر... اس گھر میں خاموشی کبھی ممکن ہے کیا؟

”بے بی...“ وہ بوگن ویلیا پھولوں کی لڑیوں کو دیکھ رہی تھی کہ عقب سے ناشاد صاحب کی آواز آئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ ناشاد صاحب کے ساتھ شاہزاد صاحب اور دونوں بھابھیاں بھی موجود تھیں۔

”جی بھائی؟“ ان کو اپنی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے بے بی پریشان ہوئی تھی۔

”اگر تم یہیں رہنا چاہو تو ٹھیک ہے... ہم تمہیں چلنے کیلئے فورس نہیں کریں گے۔“

”آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں...؟“ وہ ان کی بات سمجھ نہ سکی۔

”اگر تم وحید بھائی کی بیٹی کی شادی میں شرکت نہیں کرنا چاہتی تو...“

”...اور آپ کو کس نے کہا کہ میں شرکت نہیں کرنا چاہتی...؟“ وہ ان کی ہچکچاہٹ سنتے ہی ان کی بات کاٹ گئی۔ ”میں ان کو جتانا نہیں چاہتی کہ سالوں پہلے جو ہوا... میں آج بھی اسی بھرم میں جی رہی ہوں... مجھے نہ ان کی پرواہ ہے نہ ان

کے گھر والوں سے... ہنہ!" وہ توجوش و عزم کے ساتھ بولی۔"... میں توڈنکے کی چوٹ پہ شادی میں شرکت کروں گی۔" وہ سب سوچ رہے تھے کہ بے بی ابھی آتشِ فشاں کی طرح غصے سے پھٹے گی... مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔

"یعنی ہم سب کو بھی سجل کی شادی پہ جانا پڑے گا...؟"

وہ تینوں منہ لٹکا کر فاصلے سے ہم آواز ہو کر بولیں۔

قطعی بوجھل اعصاب کے ساتھ جس وقت وہ گھر میں داخل ہوا تو 'سجل' کے نام کی چاشنی سے جیسے ہوا نے اس کے کان میں رس گھولی تھی، مگر اسی کے ساتھ 'شادی' کا ذکر ایسا تھا جیسے اسی چاشنی کے رس میں کسی نے سیسہ کی آمزش ڈال دی ہو۔

"سجل کی شادی...؟" یہ جملہ اس کی زبان سے ادا بھی کیسے ہو سکتا تھا...؟

یہ کہتے ہوئے اس کی زبان کیوں نہ لڑکھڑائی؟

کیوں نہ مفلوج ہوئی؟

"ہاں جی... بس ڈیسائیڈ ہو گیا کہ سب شادی میں شرکت کیلئے چلیں گے۔

www.novelsclubb.com

"ناشاد صاحب نے پھر اعلان کیا۔

"مگر میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟"

سب کی نظروں نے پہلے ان تینوں کو دیکھا جن کی طرف سے یہ الفاظ عموماً ادا ہوتے تھے، مگر وہ گھبرا کر ایسے پانی پانی ہوئیں جیسے نظروں کے بجائے توپوں کے رخ ان کی طرف مڑ گئے ہوں۔

"ہم نے نہیں... فرجاد بھائی نے کہا ہے۔ ادھر دیکھیں۔" روحی نے بمشکل اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم یہ کیوں کہہ رہو ہو فرجاد؟" شاہزاد صاحب نے پوچھا۔

"چاچا! یہ عورتوں اور لڑکیوں کے فنکشنز ہیں... پھر میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟" وہ کوئی بہانا بنانے لگا۔ "... پھر اگزیمز بھی آ رہے ہیں... پیپرز وغیرہ کا کام بھی رہتا ہے..."

"یہ سب ہوتا رہے گا..." ناشاد صاحب نے اس کی سنی، ان سنی کی۔ "بس ڈیسائیڈ ہو گیا کہ سب چل رہے ہیں... مطلب سب چل رہے ہیں۔"

اب ان کے فرمان کے آگے کس کے حیلے، کس کے بہانے چلنے تھے؟

☆...☆...☆

پیار جو ہے ناں... وہ ایسے ہی نہیں ہوتا... وہ کسی کی Permission نہیں مانگتا... نہ تو وہ پوچھتا ہے... نہ Wait کرتا ہے... نہ سوچتا ہے... نہ Plan کرنے دیتا ہے... وہ تو بس موقع دیکھتا ہے اور جکڑ لیتا ہے۔

محبت نامی بلا نے اسے بھی جکڑ لیا تھا... اور اسے پتا بھی نہ چلا تھا۔

اس نے یہ باتیں صرف سنیں تھیں... مگر ہر سنی سنائی بات غلط ہو ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ بہت دفعہ وہ بات بھلے ہی ہمیں کتنی ہی غلط لگے... حقیقت سے کوسوں دور لگے... مگر اس کی اصل اپنی جگہ موجود رہتی ہے۔

یہ سب شروع ہوا... چند سال پہلے جب اسفند اور فرجاد کی دوستی ہوئی۔

اسفند بڑا لائق فائق لڑکا تھا۔ فرجاد کو یقین تھا کہ وہ یقیناً اپنے کیرئیر میں بہترین کارنامے کرے گا۔ ان کی ہم آہنگی ہمیشہ سے تھی... مگر یونیورسٹی کے بعد ان دونوں کا رابطہ تقریباً نہ کے برابر ہو چکا تھا۔ فرجاد نے سنا تھا کہ اسفند یار مزید

پڑھائی کیلئے Abroad چلا گیا تھا۔ پھر وقت گزرتا گیا... فرجاد اپنے بڑوں کی طرح کالج میں ٹیچر لگ گیا تو کالج کے حوالے سے بہت سارے لوگ اس سے رابطہ کرنے لگے۔

رابطہ کرنے والوں میں ایک عباد بھی تھا، جس کی بہنوں کے پیپرز کا مسئلہ آرہا تھا۔ پہلے تو اس نے خاص توجہ نہ دی، مگر جب عباد نے بتایا کہ وہ اسفندیار کا چھوٹا بھائی ہے... اور اسفند کی بہنوں کے کاغذات کا مسئلہ ہے، تو اس نے فوراً ان کے کاغذ جمع کروائے اور ان کے پرچے درج کر لئے۔

امتحانات قریب تھے، اور اسفندیار کی دونوں بہنوں کے حال پورے تھے کہ ان کو کچھ آتا واتا نہ تھا۔ پھر بھی دری، روحی اور مٹھی سے بہتر حال میں تھیں...

بات سے بات نکلتی گئی تو فرجاد نے گھر والوں سے کہا۔

"میرا ایک دوست ہے جو ٹیاری میں رہتا ہے۔ اس کی بہن کا مسئلہ ہے تو وہ یہاں امتحان دینا چاہ رہی ہے۔ وہ اور اس کی بہن دادو آنا چاہ رہیں ہیں مگر ان کی رہائش کا مسئلہ ہے۔"

"تو کوئی مسئلہ نہیں...ان کا انتظام یہیں کروادیں گے۔"ناشاد صاحب نے کافی سوچ بچار کے بعد حتمی فیصلہ سنایا۔

تنگ گلیوں والا یہ محلہ سندھ کے شہر دادو کے چاندنی چوک کے ساتھ تھا۔

اسی محلے میں جابجا کسی سیاسی پارٹی کے لمبے لمبے بینر، پوسٹرز لگے دیکھے جاسکتے تھے۔سات آٹھ گلیوں والا یہ محلہ...مزید تنگ گلیوں میں بٹ جاتا تھا جہاں اس قدر پتلی گلیاں تھیں کہ دولوگ ساتھ بمشکل چل سکتے تھے۔ایسے میں رہی سہی کسر اس نالی نے ختم کردی تھی جو اسی گلی میں کھلی ہوئی ہر گھر سے گزرتی تھی۔

(ہاں جی! اندرون شہروں میں آج بھی کھلی نالوں کا رواج جوں کا توں جاری وساری ہے۔)ابھی ہم جس گلی کے اندر جارہے ہیں...وہاں اندھیرا سا پھیلا تھا۔اگرچہ بڑا روشن دن تھا مگر لمبی دیواروں کی وجہ سے دھوپ کا گزر یہاں سے 'نہ' کے برابر ہوتا تھا۔تین چار گھر چھوڑ کر وہ آہنی دروازہ آتا تھا جس کی تختی پہ " THE QURESHI'S"لکھا ہوا ہم صاف دیکھ سکتے ہیں۔

اور دو تین دن میں عباد اپنی دونوں بہنوں کو لیکر QURESHI'S

ہاؤس میں حاضر ہوا۔

اس ڈبل اسٹوری عام سے گھر کے بڑے، جن کو فرجاد بھائی کو دیکھو دیکھی سب تایا ابا کہتے تھے، وہ تھے 'ناشاد علی قریشی' جو داد و شہر کے گرلز اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ان کی بیگم 'صفورا' تھیں۔

پھر چھوٹے چاچا 'شاہزاد علی قریشی' تھے جن کی بیوی 'خالدہ' تھیں۔

ناشاد اور شاہزاد صاحب کی اکلوتی بہن نایاب عرف 'بے بی' تھی جو کالج میں سندھی پڑھاتی تھی۔

''امل، سجل اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔''

بے بی نے پُر جوش انداز میں ان دونوں بہنوں کا استقبال کیا تھا۔

وہ دونوں لڑکیاں خوش شکل ہونے کے ساتھ خوش مزاج بھی تھیں۔ وہ لڑکی جو امل بن کر آئی تھی، اس کے پاؤں میں تھوڑا نقص تھا جس کی وجہ سے اس کے چلنے میں لڑکھڑاہٹ دیکھی جاسکتی تھی، جبکہ وہ لڑکی جو سجل تھی، وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ان دونوں کے آنے سے اس گھر میں الگ سی رونق محسوس کی جا

سکتی تھی۔سب ہی خوش تھے۔فرجاد بھائی روزان دونوں بہنوں کو پڑھاتے...اور امتحانات کی تیاری کروانے لگے۔

امتحان بس ایک سجل کا تھا، مگر امل بھی فرجاد کے ساتھ بیٹھ کر امتحانات کی تیاری کرتی تھی۔

ہفتے دس دن میں امتحانات ختم ہو گئے اور عبادان کو واپس لینے کیلئے آ رہا تھا، تب ان لڑکیوں نے انکشاف کیا کہ جو لڑکی سجل بن کر آئی تھی، وہ حقیقتاً امل تھی، او رجو امل تھی، وہ حقیقتاً سجل... تو سب کے سر ہی چکرا گئے۔اصل میں سجل ذرا کم ذہین تھی، اس لئے امل کو سجل بنا کر امتحان میں بٹھایا گیا تھا تا کہ ذرا مارکس اچھے آ جائیں... اور یہ پلان کام بھی کر گیا تھا۔(ہمارے تعلیمی نظام کی وجہ سے...)

وہ بوجھل دل کے ساتھ واپس نہیں جانا چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے جانے سے پہلے ہی سب پر اصل حقیقت آشکار کر دی تھی۔

عباد اپنے ماں باپ کو لایا تو گویا ایک اور بڑا دھماکہ ہوا۔

وحید صاحب اتنے عرصے بعد ناشاد اور شاہزاد صاحب کو دیکھ ہقا بقا رہ گئے۔

اتنے سالوں بعد دادو آکران کی اس ڈرامائی انداز میں اپنے پرانے رشتے داروں سے ملاقات ہو گی...ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔

وہ بھی کیا ہی دن تھا جب بے بی ان تینوں بے وقوف لڑکیوں کے ساتھ مارکیٹ نکلی ہوئی تھی...اور اس کی ملاقات وحید صاحب اور ثمینہ سے نہ ہو پائی تھی۔

جب سے عباد کو معلوم ہوا کہ فرجاد کی فیملی اس کے بچھڑے ہوئے رشتے دار ہیں، تب سے ہی اس کا فون پہ رابطہ اس گھر سے بنا ہوا تھا۔ہاں...البتہ ایک سرد دیوار تو تھی ہی ان دونوں گھرانوں کے بیچ جس کو ختم کرنے کیلئے کوشش دونوں طرف سے ہی نہ ہو رہی تھی۔

یہ پہلا موقع تھا...جب دعوت کا تبادلہ ہوا تھا...یقیناً اس سرد دیوار کے پگھلنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

☆...☆...☆

اس خاندان کے سارے لڑکے سائنس کے طالب علم تھے جبکہ تینوں

www.novelsclubb.com

بے وقوف لڑکیاں آرٹس سے منسلک تھیں کیونکہ ان کو پڑھائی سے نہیں... سائنس سے ڈر لگتا تھا... بلکہ فرجاد بھائی سے ڈر لگتا تھا جو کہ بہت سخت ٹیچر تھے۔

سارا خاندان پڑھا لکھا اور تعلیم کے شعبے سے منسلک تھا۔بقول اشعر کے... 'ہم نے سب کو پڑھانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے... پر اپنے ہی گھر کی لڑکیوں کو نہ پڑھا سکے۔تف ہے ہم پہ!'

(ہاں... آرٹ ان کے لئے تعلیم نہ تھی۔)

وہ تینوں لڑکیاں پڑھائی سے نہیں... سروں سے ڈرتیں تھیں۔امتحان میں، ان کی خرانٹ شکلیں دیکھ کر راتوں کو جاگ جاگ کر جو رٹے لگائے تھے، وہ بھی بھول جاتیں تھیں۔ پھر ناچار ان کا آرٹس میں داخلہ کروایا گیا۔خیال تھا کہ ان کو بی ایڈ کروا کر اسکول میں نوکری دلوائی جائے تا کہ مستقبل کے معماروں کا باقاعدہ ستیا ناس کروایا جائے۔

کچھ بھی تھا مگر...

اس گھر کی شام بہت خوبصورت تھی۔

نہادھو کر، فرش وغیرہ دھو کر، چارپائیاں بچھا کر سارے گھر کے افراد مل کر اس وقت بے بی کے ہاتھ کی بنی چائے پیتے تھے، اور سامنے والی میمن بیکری کے پین کیک چائے میں ڈبوڈبو کر کھاتے اور سارے دن کی مصروفیت ایک دوسرے کو بتاتے تھے۔

اس وقت وہی قصے کہانیاں بتائے جارہے تھے۔

"مینا بازار میں تو کچھ تھا ہی نہیں..." غیر دلچسپی سے دری نے بتایا تھا۔

"اور مجھے تو لڑکیوں کی سمجھ نہیں آتی جو چوڑیوں اور مہندی کے اسٹالز پہ بلاوجہ ہی اتنا رش کر کے کھڑیں ہوئیں تھیں۔ عجیب Over-Excited سی لڑکیاں... مجھے تو بالکل نہیں پسند یہ شوخ چنچل سی نازک لڑکیاں۔"

روحی کی باتوں پہ صفورا بیگم کو پتنگے لگے۔ "ارے تم لوگوں کی عقلوں پہ تو پتھر پڑے ہیں جو تم خود لڑکیاں ہو کر... ایسے لڑکیوں کے شوق کو اڑونگ بڑونگ بول رہی ہو۔"

www.novelsclubb.com

”اور نہیں تو کیا بھابھی... بے بی بتا رہی تھی کہ لڑکیوں نے اپنے ہاتھ کے سیے ہوئے کپڑے بھی اسٹالز پر بیچ رہیں تھیں... اور کپڑے وہ سارے بھی کافی خوبصورت تھے، مگر یہ تینوں تو بس چاٹ اور قلفی ہی چاٹتی رہیں سارا وقت۔ “خالدہ بیگم نے بھی جلاپے کے ساتھ جتایا۔

”لڑکیاں کتنی سلیقہ مند ہوتی ہیں مگر ہماری لڑکیوں کو تو سلیقہ چھو کر بھی نہیں گزرا۔“ بے بی ان کے بیچ بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”ان لڑکیوں کو نہ کھانا بنانے آیا ڈھنگ کا... نہ سلائی کڑھائی میں کوئی دلچسپی۔“

مردوں اور لڑکوں کی اپنی ہی باتیں جاری تھیں۔

”سلائی کٹائی جیسے غیر مہذب کام ہم سے نہیں ہوتے۔“ دری نے فوراً کہا تھا۔

”اب ایک نئی ہانک سن لو اس کی۔“ صفورا بیگم نے اپنی بیٹی کی بات پہ سر پیٹا۔ ”سلائی کٹائی بھی اس کیلئے غیر مہذب کام ہے۔“

”بڑی بھابھی... ٹھیک تو کہہ رہی ہے دری۔ آخر کپڑوں کے بھی کچھ حقوق

ہوتے ہیں۔" مٹھی نے کہا۔

"اور نہیں تو کیا... کپڑے بے چارے اپنے وجود کو تار تار ہوتا دیکھ کس قدر بے بس محسوس کرتے ہوں گے۔" روحی بولی۔

"فی الحال تو میں خود کو بے بس محسوس کر رہی ہوں کہ کیسی نکمیاں لڑکیاں اس گھر میں پیدا ہوئیں ہیں..." خالدہ بیگم بھی اپنی بیٹی کے نادر خیالات جان کر صدمے سے گرنے کو تھیں۔

"یہ باتیں چھوڑیں...اور میں آپ کو مزے کا ایک قصہ سناتی ہوں کہ میڈم مشرف اسٹیج سے کیسے گریں۔" مٹھی یہ قصہ پہلے ہی صفورا بیگم کو سنا چکی تھی۔اب وہ خالدہ بیگم کو بتا رہی تھی۔

"جب تم بڑی بھابھی کو سنا رہی تھی، تبھی میں نے سن لیا تھا۔" وہ سننے کے موڈ میں نہ تھیں۔

"یہ تو غلط بات ہے...ہمیشہ آپ ایسا کرتی ہیں..."

مٹھی نے منہ بسورا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

روز کی باتیں وہ تینوں الگ الگ ہر کسی کو سنانے کی عادی تھیں... کہ ان کے اور کوئی شوق نہ تھے، اور وقت گزاری کیلئے یہی تفریح انہوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھی مگر... پھر بھی کب تک اس تفریح سے دل بہلایا جاسکتا تھا؟

☆...☆...☆

رویت ہلال کمیٹی کے ملوں کے اعلان کا انتظار تھا کہ عید کس تاریخ کو ہونی ہے، اور خیر سے انہوں نے وقت پہ ہی تاریخ دے ڈالی تھی۔

عیدالاضحیٰ اگلے ہفتے ہی تھی۔ پھر اس کے اگلے ہفتے سجل کی شادی... مطلب بس ہر طرف افراتفری ہی پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکوں نے عید کے ساتھ ساتھ شادی کی تیاریاں بھی مکمل کرلیں تھیں، جبکہ بھابھیوں کے ساتھ بے بی ابھی تک سر پیٹ رہی تھی... کہ وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں ابھی تک سر جھاڑ منہ پھاڑ بس بکروں کے ساتھ پکڑم پکڑائی کھیلنے میں مصروف تھیں۔

ہاں جی... پرسوں ہی تین بکرے قربانی کیلئے منگوائے گئے تھے، اور وہ تینوں انہی کے ساتھ لگی رہتیں تھیں۔ چھٹی کا موقع دیکھ اشعر، سائر اور مائر تینوں بکروں

کو گھمانے پھرانے کیلئے لیکر باہر ابھی نکلے ہی تھے کہ صفورا بیگم نے ان تینوں کو دھر لیا۔

”کون بے وقوف عید کے بعد والے ہفتے میں شادی رکھتا ہے؟“ دری نے سنتے ہی غیر دلچسپی سے کہا۔

”بے بی! کیا ہم تینوں بھی بکروں کے ساتھ جائیں...؟“ روحی نے بڑی آہستگی سے پوچھا تھا۔

بے بی جو کاپیاں چیک کرنے میں مصروف تھی، غصے سے پلکیں اٹھا کر اس نے روحی کو دیکھا۔ ”کیا کہا تم نے؟ میں نے سنا نہیں۔“ دانت پہ دانت جماتے ہوئے وہ بولی۔

”ابھی بکرے زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔... تو ہم بھی گھوم کر آتے ہیں۔“ مٹھی نے وضاحت دی۔

خالدہ بیگم اور صفورا بیگم کا بس نہ کر رہا تھا کہ وہ اپنے اپنے سر دیواروں پر مار دیں۔

www.novelsclubb.com

"پتا نہیں یہ تینوں نمونیاں سسرال میں جا کر کیا گل کھلائیں گی؟" بے بی نے ضبط کی حد کو چھوتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کیا۔ تینوں لڑکیوں نے سر کھجایا جیسے کوئی وجہ تلاش کرنے کے بارے میں سوچ رہیں ہوں۔ ان کو دیکھ بڑی بھابھی بولیں۔

"ہمارے خاندان کی ساری لڑکیاں آنکھ کی اندھی، گانٹھ کی پوری ہیں۔"

"آئے ہائے لڑکیاں ہیں ہی کتنی آپ کے خاندان میں؟" دری نے احتجاجاً کہا۔

"بس تین... ! ہنہ" مٹھی انگلیاں اٹھاتے بولیں۔

"تین ہیں... ایک دو اور ہوتی تو پتا نہیں کیا حال ہوتا۔" بے بی ترتیب سے کاپیاں چیک کرتے ہوئے بولی۔ "اب شادی میں جانا ہے اور تیاری کسی کی بھی پوری نہیں ہے۔ کپڑے، سینڈل، میک اپ اور پارلر بھی جانا پڑے گا ان تینوں نمونیوں کو ساتھ لے کر۔" بے بی کا درد سر تھا کہ وہی ان تینوں لڑکیوں کو ڈیل کرنے والی تھی۔ چلو... گھر میں تو جیسے تیسے چل جاتا مگر جب دعوت ملتی تو بے بی کو ان تینوں پر سر سے پیر تک سخت محنت کرنی پڑتی تھی... پھر کہیں جا کر ان تینوں

کے چہروں کے خدوخال ظاہر ہونا شروع ہوتے تھے۔

بڑی بھابھی، چھوٹی بھابھی اور بے بی تینوں وقت پہ آئی بروز بنواتیں، بالوں کو رنگ لگواتیں... ہر وقت ٹپ ٹاپ رہتی تھیں مگر وہ تینوں لڑکیاں منہ پھاڑ سر جھاڑ گھر میں گھومتی رہتی۔ ہمیشہ کی طرح بڑی بھابھی نے ان تینوں لڑکیوں کی ذمہ داری بے بی پر ڈالی تھی۔

کپڑے لینے تھے، جوتے لینے تھے، تھوڑا بہت میک اپ اور پارلر بھی جانا تھا۔

بے بی کیلئے یہ سب مینج کرنا بہت مشکل ہوتا تھا۔ صبح کالج جانا... پھر کالج سے واپس آکر گھر کے کام... ان کاموں میں سے بڑی مشکل سے کچھ وقت نکلتا تھا کہیں بھی جانے کیلئے...

اوپر سے وہ تینوں لڑکیاں بہت ہی عجیب تھیں۔ ایک ہی چپل پہنتیں جو گھس جاتی پھر ہی دوسری لیتیں۔ جو پیسے جیب خرچ کیلئے ملتے وہ بس کھانے پینے میں خرچ کر دیتیں تھیں۔ اس لئے وہ تینوں کوئی سوکھی تیلی سڑی ہوئیں نہ تھیں... بلکہ

www.novelsclubb.com

اچھی خاصی جاندار اور بھری بھری معلوم ہوتیں تھیں۔(موٹی نہ تھیں... مگر آج کل کی سوکھی سڑی لڑکیوں کی طرح بھی نہ تھیں۔) شوق نہ میک اپ کا... نہ کپڑوں کا... اس لئے جب کبھی کوئی دعوت آتی تو ہر بار نئے سرے سے تیاریاں کی جاتی۔

"انسان کو کچھ تو تیاری رکھنی چاہئے نا... اتنا کہتی ہوں کہ سیل لگتی ہے... جانی کے دکان سے لے لو... پر تم لوگ سنتے ہی نہیں۔"

"ہمارا جانا کوئی اتنا لازمی بھی نہیں ہے۔" دری نے کہا۔

"ہاں ہاں پڑی رہو ہمارے سینوں پہ مونگ دلنے کیلئے۔" بڑی بھابھی نے ڈانٹا تو وہ مسکین سی شکل بنا کر بے بی کی طرف دیکھنے لگی۔

"صحیح کہہ رہی ہے بھاجائی! لوگوں میں اٹھو بیٹھو گی نہیں تو لوگ جانیں گے کیسے؟ پہچانے گے کیسے؟" بے بی نے سمجھایا۔

"سجل نے ابھی بی ایس سی پاس کیا ہے... اور اس کی شادی ہو رہی ہے... اتنا اچھا رشتہ ہو رہا ہے اس کا ماشاءاللہ۔" خالدہ نے کہا۔

”ہاں فرجاد بتا رہا تھا کہ میڈیکل کالج میں پڑھاتا ہے لڑکا۔“ بے بی نے کہا۔

”سارے پڑھانے والے لوگ تو اسی خاندان میں جمع ہو گئے ہیں۔“ مٹھی بڑبڑائی۔

”ہاں تم تینوں کے علاوہ۔“صفورا بیگم نے گھورا تو وہ تینوں اپنے منہ چھپانے لگیں۔ ”نہ پہننے، اوڑھنے کا شوق نہ بننے سنورنے کا... بس پین کیک چائے میں ڈبو ڈبو کر کھاتی رہو۔“صفورا بیگم نے مزید سیخ پا ہوتے کہا۔ ”بے بی ان کو لے جاؤ... شام کو ساری تیاریاں کر لیں۔“

”جی جی بھا جائی!“ بے بی نے آرام سے کہا۔ ”چلو آج شاہی بازار چلتے ہیں۔“ وہ کاپیاں سمیٹتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور وہ تینوں منہ بنانے لگیں۔

ان کے لئے شاپنگ، دنیا کا سب سے بورنگ کام ہوتا تھا... اور بے بسی کی انتہا کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسی کے لئے تیاریاں کرنے لگیں تھیں۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو بھلائے نہیں بھولتے۔ حالانکہ ان کا بھلا دینا ہی بہتر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ کسک بن کر دل میں رہتے ہیں، اور زخم تازہ کی طرح دُکھتے رہتے ہیں۔

ان کی یاد دُکھ دیتی ہے۔

مگر کبھی کبھی دُکھ دینے والی یادیں بھی تو اچھی لگتی ہیں نا... تو ایسی ہی ایک یاد 'سجل' بھی ہے جو جب بھی اسے یاد آئی... اسے لگا جیسے کوئی اس کے دل کو نوچ رہا ہے۔ خوامخواہ ہی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آتی تھی... وہ ایسا محسوس کرتا جیسے وہ سجل کا مجرم ہے۔

ایسا مجرم جس کا قطعاً ارادہ نہ تھا 'جرم' کرنے کا... مگر جرم ہو گیا ہو۔

اور ایسا جرم جو کسی کو نظر نہ آئے... اس کی سزا بہت اذیت ناک اور طویل ہوتی ہے... کیونکہ اپنے جرم کا صرف مجرم کو ہی پتا ہوتا ہے۔

ضمیر کی عدالت روز اسے نئے سرے سے سزا سناتی ہے، اور وہ لہو لہو ہوتا رہتا ہے۔ شاید وہ کبھی اس خلش سے آزاد نہ ہو پائے، جو پھانس بن کر اس کے دل میں

اٹکی ہوئی ہے۔ جس کی چبھن تنہائی میں اور بڑھ جاتی ہے۔

ہاں سجل اس کیلئے پھانس ہی تھی۔

جو اسے سوچوں کے دلدل میں آہستہ آہستہ ڈبونے کیلئے تیار کھڑی تھی۔

"میں تمہارا سامنا نہیں کر سکوں گا۔" اس کی گرفت پیپر ویٹ پہ سخت ہوئی تھی۔ "تم میرے سامنے کبھی مت آنا... مجھ سے کبھی نہ ملنا۔"

وہ اپنی سوچوں کو جھٹک کر ایک بار پھر اپنے کام میں دل لگانے کی کوشش کرنے لگا، مگر دل بار بار کسی نہ کسی بہانے سے واپس انہی سوچوں کی طرف دھکیلنے لگتا۔

"کاش! سجل قریشی... ہم ملے ہی نہ ہوتے۔" اس نے دکھ سے سوچا۔

"یا شاید مجھ سے محبت کا جرم نہ ہوا ہوتا... جو مجھے تم سے شرمسار کر گیا۔"

یہ سوچیں اسے مزید زمین میں دھنسا رہیں تھیں۔

"میرے سامنے مت آنا... کبھی مت آنا... ورنہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔"

تھک کر اس نے کرسی سے ٹیک لگا لیا اور آنکھیں موند لیں۔

☆...☆...☆

پچھلی شام وہ شاپنگ سے ناکام نامراد واپس لوٹ آئیں تھیں۔سب نے برقعے پہنے ہوئے تھے۔بے بی کا سخت موڈ خراب تھا۔چارپائی پہ بیٹھی بھابھیوں نے انہیں غور سے دیکھا تھا۔ان کے ہاتھ خالی تھے۔

"کوئی ڈھنگ نہیں ہے آپ کی بیٹیوں میں...نہ شاپنگ کا...نہ پسند کا...
"بے بی نے برقعہ اتارتے ہوئے اعلان کیا تھا۔

"کیا ہوا؟"صفورا بھابھی پوچھنے لگی۔

"یہ نمونیاں ذرا قابل نہیں ہیں شاپنگ کرنے کی۔"وہ کولر کی طرف پانی پینے کی نیت سے جاتے ہوئے بولی۔

"ارے ہوا کیا؟"اب خالدہ بیگم پوچھنے لگی۔

"میرا دماغ گھوم رہا ہے ان کے ساتھ بول بول کر...اب مجھ میں ہمت نہیں ہے مزید کچھ بولنے کی۔"بے بی کولر سے گلاس بھرتے بے زاری سے بولی تو خالدہ اپنی بیٹی کی طرف بڑھی۔

"اوہو اب کچھ پھوٹو بھی منہ سے۔" خالدہ بیگم دھاڑیں تو روحی فر فر بولنے لگی... جس کا خلاصہ یہ تھا کہ فضول رنگ تھے، کڑھائی والے کپڑے بالکل بھی اچھے نہیں تھے، وہی سلمیٰ ستارے ٹشو دوپٹہ... سلک کی شلوار... چپل بھی بالکل فضول ڈیزائن کے دھا پوڑے۔ کچھ بھی اچھا نہیں تھا۔ روحی کے بتانے پر دونوں بھابھیوں نے سر پیٹا۔

"اف... ایک تو چھٹی کر کے وہ تم لوگوں کو شاپنگ کرنے کیلئے لے کر گئی... اب بار بار تو نہیں لے کر جائے گی۔ کچھ تو لینا تھا ناں..." بڑی بھابھی نے ڈانٹا۔

"لیکر تو آئے ہیں۔" تینوں لڑکیوں نے ایک ہی ساتھ بولتے برقعوں میں چھپے ہاتھ کھڑے کئے... تو تینوں کے ہاتھ میں کچھ تھیلیاں تھیں... جس میں گول گپے، چاٹ، سموسے پکوڑے اور پشم (کوٹن کینڈی) نمایاں تھے۔

"کوئی ایک لڑکی تو ڈھنگ کی عطا کی ہوتی اللہ میاں نے!" بڑی بھابھی نے دہائی دی جسے وہ تینوں نمونیاں ان سنی کرتی، کچن میں گھس گئیں۔

...اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سب رل مل کر یہ سب کھا رہیں تھیں جن میں دونوں بھابھیاں اور بے بی خود بھی شامل تھیں۔

☆...☆...☆

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ مسئلہ کیا ہے جو تم مٹیاری نہ جانے کے اتنے بہانے کر رہے ہو...؟"

ناشاد صاحب نے تحمل کے ساتھ سوال پوچھا تھا۔

"ابا... میں کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ میں ایک فضول سی دعوت کیلئے اپنے کام نہیں چھوڑ سکتا۔ عیدالاضحیٰ کا موقع ہے، دوستوں کی دعوتیں ہیں... میرے کالج کے کام ہیں... پھر آپ سب مٹیاری جائیں گے تو اس گھر کی رکھوالی کیلئے کوئی تو پیچھے بھی ہونا چاہیئے۔"

وہ سارا دن جو جو بہانے سوچتا رہا... وہی ہیر پھیر کرتے ہوئے بتاتا گیا۔

بھابیوں کے ساتھ بے بی بھی فرجاد کی بہانے بازیاں سن رہی تھی۔ بے بی پچھلے دو تین دن سے ہی نوٹ کر رہی تھی کہ فرجاد کا مزاج یکسر ہی بدل گیا تھا۔ وہ

کم گو تو تھا ہی، مگر اب وہ بات ہی بہت کم کرنے لگا تھا۔ کھانا اسکپ کر جاتا... گھنٹوں اپنے کمرے میں بند رہتا۔ بلانے پہ ہی باہر آتا...

ورنہ عیدالضحیٰ کے موقع پر سب سے پرجوش وہی ہوتا تھا... کہ گوشت وغیرہ کھانے کا وہ بے حد شوقین تھا... مگر اس بار کی عید میں فرجاد کے مزاج میں بہت بے زار پن، محسوس ہو رہا تھا۔

"پہلی بات کہ مٹیاری والی دعوت کوئی فضول دعوت نہیں..." ناشاد صاحب نے انگلی اٹھا کر فرجاد کو تنبیہہ کیا۔ "وحید بھائی تمہارے چاچا ہیں... اور ان کی بیٹی، اس گھر کی بھی بیٹی ہے... تو اس کی شادی میں سب کی شرکت لازم ہے۔" ناشاد صاحب کی آواز میں ایک رعب تھا... جیسے ان کی بات پتھر پہ لکیر ہو چکی ہے۔ "...اور اس گھر کو پیچھے کسی کی رکھوالی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ گھر کی دیواریں بھی بہت اونچی ہیں اور تالا بہت اچھے سے چار دن حفاظت کر سکتا ہے۔" وہ کہتے ہوئے سانس لینے کیلئے دو لمحہ رکے۔ پھر بولے۔ "اور تمہارے دوستوں کو جو دعوتیں کرنی ہیں... عید کے فوراً بعد سے کرنا شروع کر دیں... ورنہ چار دنوں میں

گوشت ختم نہیں ہو جائے گا۔ واپس آ کر جتنی دعوتیں اڑانی ہو... اڑا لینا۔"

"فرجاد کوئی اور مسئلہ ہے تو تم ہم سے ڈسکس کر سکتے ہو۔" بے بی نے پہلی بار اس سے براہ راست ایسا سوال کیا تھا۔ فرجاد نے بے بی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ کہیں اس کے دل کا چور پکڑا تو نہیں گیا تھا؟

"ٹھیک ہے... جیسا آپ کہیں۔" وہ ضبط کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کمرے سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

"میرا بیٹا کبھی ایسا نہیں تھا... پھر اب کیوں ایسے کر رہا ہے؟" صفورا بیگم فکر مند ہوئی۔

"شاید ورک اسٹریس ہو گا۔" بے بی نے صفورا بیگم کو تسلی دینا چاہی... جبکہ وہ خود پریشان تھی۔ اس پریشانی کی وجہ یقیناً وہ چور تھا جو بے بی نے بالآخر پکڑ لیا تھا۔

☆...☆...☆

دادو میں تو ان تینوں لڑکیوں کے پسند کے کپڑے نہ مل سکے تو جلدی سے اونلائن منگوائے گئے۔ کپڑے ملتے ہی ان کپڑوں کو دادو کی مشہور 'فیشن ڈیزائنر

مہران مہربان' کو بھجوا دیئے گئے۔ مہران مہربان نے ان کے سارے کپڑے فٹا فٹ تیار کر کے بھجوا بھی دیئے تھے۔اس بیچ پارلر کا بھی ایک چکر لگ چکا تھا... گھر کے تمام ٹوٹکے بھی آزمالئے گئے تھے، دبی دبی شخصیت ابھرنے لگی تھی... مطلب ان تینوں لڑکیوں کے سارے کام جیسے جیسے بے بی نے چاند رات تک نبٹا ہی دیئے تھے ۔اب اگلے تین دن... عید کے تھے، جس میں کرنے کو اب بس چھوٹے موٹے کام رہ گئے تھے۔

عید کا دن تھا...اور ہر عید کے دن کی طرح... صبح صبح ہی ناشاد صاحب نے سب کو اٹھانے کا اپنا ٹھیکہ پورا کیا تھا۔وقت پہ سب تیار ہو کر نماز پڑھنے کیلئے جا چکے تھے۔وہ سب ہمیشہ سے ہی عید گاہ میں عید کی نماز ادا کرتے تھے، جو چاندنی چاک سے نکل کر پاس والے شاہانی محلے میں تعمیر تھا۔

مردوں اور لڑکوں کے جانے کے بعد بھابھیاں ناشتے اور میٹھے کے انتظام میں لگ جاتیں۔بے بی اور لڑکیاں پہلے گھر کا حلیہ ٹھیک کرتی... پھر اپنا اپنا حلیہ ٹھیک کر کے بھابھیوں کا ہاتھ بٹا دیتیں۔اس بیچ بھابھیاں تیار ہوتی...

مردوں اور لڑکوں کے آنے کے بعد عید کی مبارکباد کا تبادلہ ہوتا... عیدی بانٹی جاتی... ناشتہ اور میٹھا کھا کر وہ سب مخدوم بلاول کی طرف سفر کیلئے نکل جاتے۔

مخدوم بلاول نامی یہ گاؤں دادو سے بیس منٹ کی مسافت پہ تھا۔ وہاں ایک بزرگ کا روضہ تھا۔ ناشاد صاحب اور شاہزاد صاحب کے باپ داداؤں کی قبریں اسی مقدس مقام پہ تھیں۔ اسی روضے کے مدِ مقابل گاؤں تھا جہاں انہوں نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ آج بھی ان کا وہ چھوٹا سا گھر وہاں موجود تھا۔ وہیں لڑکیوں اور عورتوں کو چھوڑ کر مرد اور لڑکے قبروں پہ فاتحہ کیلئے آجاتے۔ ان کی قبروں پہ پانی کا چھنکار کرتے... گلاب کی پنکھڑیاں نچھاور کرتے۔

بے بی، بھابھیاں، گاؤں کی عورتوں سے ملتیں... لڑکیاں... گاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ روضہ کے پاس لگے میلے کی سیر کو نکل پڑتیں۔ ہمیشہ کی طرح اچھی مٹھائی (کھوپڑے سے تیار کی گئی خاص مٹھائی) پہ وہ تینوں ٹوٹ پڑیں تھیں۔ جو پیلی چٹنی کے ساتھ سموسے کھانے کا یہاں مزہ تھا... ایسا کہیں اور نہ تھا۔ وہ انہی

www.novelsclubb.com

سموسوں پکوڑوں کو کھانے کیلیئے عید کا انتظار کرتیں تھیں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ہر عید پر... یہ سب سلسلہ... صرف لڑکیوں کا نہیں... باقی سب کا بھی معمول تھا۔

قبروں سے واپسی پر لڑکے اوطاق (بیٹھک) میں بیٹھ کر اپنی بات چیت کرتے جبکہ مرد حضرات دوپہر کے کھانے کا انتظام دیکھتے۔ یہ بھی عید کی خوشیوں کو منانے کا ایک خاص بہانا تھا۔ چاہے عید الفطر ہو... یا عید الاضحیٰ... عبدل چاچا (جو گاؤں کا حجام تھا جسے عام زبان میں نائی بھی کہا جاتا ہے۔) دیگ میں مزید ار سندھی پلاؤ بناتا تھا گوشت کے ساتھ... جس کو بناتے ہوئے مرد حضرات اپنی باتیں بھی کر لیتے تھے... تو کھانے کا کھانا بھی ہو جاتا۔ عصر کے وقت گاؤں سے واپس دادو آیا جاتا...

عید الفطر کا موقع ہوتا تو یقیناً اب سب آرام کی تیاریاں کرتے... مگر چونکہ عید الاضحیٰ کا موقع تھا... تو فرجاد بھائی نے قصائی کو بلوایا... فوراً دو بکرے اللہ کی راہ میں قربان کیئے... مغرب تک گوشت کو محلے میں بٹوا دیا اور رات کو باربی کیو کا

سارا سیٹ اپ شروع ہو گیا۔ مصالحے وغیرہ کی تیاری صبح ہی بے بی اور بھابھیوں نے کر لی تھی... جبکہ لڑکوں نے کوئلے وغیرہ کا سارا انتظام اپنی مدد آپ کے تحت کیا تھا۔

دوسرے دن تیسرا بکرا بھی قربان کیا گیا اور گوشت کو مصالحے وغیرہ لگا کر فریج میں ڈال دیا گیا تھا۔ تکہ بوٹی، کباب، ران، منڈھی، پائے... آئے ہائے ہائے... کیا لطف آرہا تھا۔

اسی سے اندازہ لگالیں کہ تین دن انہوں نے کیا ہی خوب گوشت کے مزے لوٹے ہوں گے...

☆...☆...☆

"پتا نہیں وہ کون سی لڑکیاں ہوتی ہیں جن کی ہرنی جیسی چال ہوتی ہے... ہمارے گھر کی تینوں لڑکیاں تو کبھی دروازے پر جا کر ٹکراتی رہتی ہیں تو کبھی ٹیبلوں، کرسیوں سے گھٹنے اور کہنیاں تڑواتی پھرتی ہیں۔"

خالدہ بیگم کی صبح صبح ہی مداح سرائی شروع ہو چکی تھی۔

صبح صبح ہی ان کی بیٹی نے دودھ جو گرادیا تھا۔

نہیں نہیں قصور روحی کا نہیں تھا... بلکہ پتیلے کا تھا جو اس کے ہاتھ سے ریت کی طرح پھسل گیا۔ حتیٰ کہ وہ فرج کے دروازے سے ٹکرا کر گری تھی مگر وہ تینوں پہلے ہی کون سا کبھی اپنی غلطیاں مانتی تھیں؟

"مجھے تو یہی ٹینشن کھائے جارہی ہے کہ مٹیاری میں پورے سندھ سے خاندان والے اور دور پرے کے رشتے دار آئیں گے... ان کے سامنے یہ لڑکیاں تو ہمیں ذلیل کروا کر رہیں گیں۔"

صفورا بیگم نے تنک کر کہا۔

"سنا ہے لاڑکانے سے بھی بڑے بڑے لوگوں کی تشریف آواری متوقع ہے۔" بے بی نے ابھی کہا ہی تھا کہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر بے بی سے باری باری پوچھنے لگیں۔

"آئے ہائے... وہ بھی آرہی ہے کیا؟"

"پھر تو بہتر ہے کہ ہم نہ ہی چلیں۔"

''کیوں ناں چلیں؟'' بے بی اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔اسی میں مصروف دکھائی دی۔

''مگر وہ خبطی عورت مجھے ایک منٹ برداشت نہیں۔''صفورا بیگم نے جھرجھری لی۔

''پھر وہ کتنا اول فول بولتی ہے...اور سنا ہے اس کے شوہر نے طنزیات میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔'' خالدہ بیگم نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

''ہمیں کیا لینا دینا... ہم تو بس عباد اور سجل کی خوشی کیلئے وہاں جا رہے ہیں۔ باقی کسی کو منہ ہی نہیں لگائیں گے۔'' بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے بے بی اٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھ جھاڑنے لگی۔''یاد رکھیں بھابھی... ہر انسان کی عزت اس کے اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے... جو جتنا اپنی عزت کو محفوظ رکھے گا... اتنی عزت بچائے گا۔'' بے بی کے انداز بدلے معلوم ہوتے تھے۔

''بے بی! تم کوئی پنگا شنگا کرنے کیلئے تو نہیں جا رہی ہو ناں...؟'' خالدہ بیگم ہمیشہ سے ہی دور اندیش عورت تھی۔ فوراً سمجھ جاتی تھی۔

"پنگا شنگا کرنے کی نیت تو نہیں پر... ہاں... ہو تو کچھ بھی سکتا ہے... کیونکہ شادی ہے... رشتہ دار ہیں... سو دماغ... سو زبانیں... لاکھوں باتیں..." بے بی ان کے پاس آتے ہوئے جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ "...پنگا شنگا تو ہو گا... میری Guts Feeling (دل کی آواز...) بہت کچھ کہہ رہی ہے مجھ سے۔"

کل وہ سب اللہ اللہ خیر صلوہ مٹیاری کیلئے نکل رہے تھے۔

مٹیاری میں ان سب کا چار دن رکنے کا پروگرام بنا تھا۔ بیٹھے بٹھائے لڑکیوں نے بھٹ شاہ گھومنے کا پروگرام بھی بنا لیا تھا۔ (وہاں کی برفی پر وہ تینوں جان جو دیتی تھیں۔) اوپر سے دری نے تو سہون شریف جانے کی بھی رٹ لگائی ہوئی تھی مگر، چونکہ مٹیاری اور سہون کا Route بہت ہی الگ تھا، اس لئے اس کی بات رد کر دی گئی تھی۔

سب اپنے اپنے بیگ اور سامان وغیرہ پیک کرنے میں مصروف تھے۔

"بھئی کوئی بھی پنگے شنگے ہوں... مجھے فرق نہیں پڑتا... بس اللہ سے دعا کروں گی کہ وہ پنگے شنگے ہماری ہونہار اولادوں کی وجہ سے نہ ہوں۔" صفورا بیگم

www.novelsclubb.com

نے پوری قیاس آرائیاں سن کر اپنا تجزیہ دیا تھا۔

"ہاں بس اللہ عزت رکھ لے... کیونکہ اگر ان تینوں کی وجہ سے وہاں کچھ بھی ہوا... تو بھول جائیں کہ ہماری لڑکیوں سے کوئی خاندان والے رشتہ بھی کریں گے۔" خالدہ بیگم نے بھی تبصرہ ریکارڈ کروایا۔

"میری تو کوشش ہو گی کہ عورتوں کی غیبتیں سننے سے اچھا ہے ان تینوں کو میں اپنے ساتھ ہی رکھوں۔" بے بی نے بھابھیوں کی پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جس کو دونوں بھابھیوں نے پاس بھی کیا۔

"بہت اچھا سوچا..." خالدہ بیگم نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ صفورا بیگم نے برا منہ بنایا۔

"ویسے بھی وہاں ثمینہ ہو گی... اور ثمینہ سے تم جتنا ہی دور رہو... اچھا ہے۔
"

"میری سہیلی اور ہم جولی رہی ہے... اسے ہینڈل کرنا مجھے خوب آتا ہے، اس کیلئے اس کی فکر نہ کریں۔" بے بی نے بڑے واضح انداز میں کہہ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

دونوں بھابھیاں بے بی کو حیرت سے دیکھتی رہیں... شاید بے بی مٹیاری جانے کو بہت ہی عام سی بات سمجھ رہی تھی... جبکہ یہ عام بات نہیں تھی۔

یہ بہت بڑی حماقت تھی۔

کم از کم بے بی کیلیئے...

انسان بھی عجیب چیز ہے...

وہ یا تو ماضی کی یادوں سے چمٹا رہتا ہے

یا

یکسر بھلا ہی دیتا ہے۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com